مقالات

مولانا عبدالرحمٰن عزیز اللہ آبادی

قسط ۲ (آخری)

شہادتِ حسین رضؓ

شیعہ سُنّی تاریخ کے آئینہ میں

حضرت حسین رضؓ کا سفر:

اِدھر کوفہ میں یہ صورتِ حال تھی، اُدھر حضرت حسین رضؓ کی خدمت میں اہلِ کوفہ کے خطوط، قاصدوں کے تقاضے، بیعت کی ظاہری کثرت، اور جان چھڑکنے کے زبانی وعدے، یہ سب حسین خواب تھے۔ چنانچہ حضرت حسین رضؓ نے اہلِ کوفہ کی خواہش پوری کرنے کے لیے کوفہ روانہ ہونے کا ارادہ کر لیا۔ مگر اکابرین اہلِ علم و تقویٰ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ، حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث رضؓ، حضرت عبداللہ بن مطیع رضؓ، حضرت عمر بن عبدالرحمٰن رضؓ، حضرت ابوواقد لیثی رضؓ، حضرت جابر رضؓ انصاری، اور حضرت ابوسعید الخدری رضؓ نے بہت روکا، حضرت محمد بن حنفیہ رضؓ تو (حضرت حسین رضؓ کا ارادہ خروج الی الکوفہ) سن کر رو پڑے۔

(بحوالہ روضۃ الاصفیاء مطبوعہ لاہور ص ۲۵۲)

مزید براں روانگی کے وقت بعض نے " اَسْتَوْدِعُكَ مِنْ قَتِيْلٍ " کہا یعنی "اے شہید، ہم تجھے خدا کو سونپتے ہیں" اور بعض نے کہا:

" لَوْلَا الشَّنَاعَةُ لَأَمْسَكْتُكَ وَمَنَعْتُكَ مِنَ الْخُرُوْجِ "

یعنی "اگر بے ادبی نہ ہوتی تو ہم آپ رضؓ کو زبردستی پکڑ لیتے اور ہرگز نہ جانے دیتے" (منہاج السنۃ لامام ابنِ تیمیہ رحؒ ص ۱۴۱/۲ و ص ۱۴۲/۲)

ان سب سے بڑھ کر حضرت حسین رضؓ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر رضؓ نے متعدد بار روکا مگر حضرت حسین رضؓ کوفہ روانگی پر مصر تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ نے زینب رضؓ کو طلاق دے دی اور ان سے اکلوتا بیٹا چھین لیا۔ مگر امام صاحب کے پائے ثبات متزلزل نہ ہو سکے۔

الغرض حضرت حسین رضؓ بجانب کوفہ روانہ ہوئے۔ قادسیہ سے تین میل دور جب ثعلبیہ منزل پر پہنچے، تو حر بن یزید تمیمی آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ "خدارا واپس لوٹ جایئے حالات بہت ہی ناساز ہیں۔ کوفہ میں خیریت اور بھلائی نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔" چنانچہ حضرت حسین رضؓ نے یہ خبر سنتے ہی اپنے جاں نثاروں کو اکٹھا کیا اور ایک مبسوط خطبہ ارشاد فرمایا:

"بَلَغَنِیْ خَبَرُ قَتْلِ مُسْلِمٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ لَقِیْطٍ وَقَدْ خَذَلَتْنَا شِیْعَتُنَا فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمُ الْاِنْصِرَافَ فَلْیَنْصَرِفْ فِیْ غَیْرِ حَرَجٍ لَیْسَ عَلَیْهِ ذِمَامُهٗ۔" (خلاصۃ المصائب مطبوعہ نولکشور ص ۵۶)

کہ "مجھے مسلم بن عقیل رضؓ اور عبداللہ بن لقیط کی شہادت کی خبر مل چکی ہے۔ اور ہمارے شیعوں نے ہم سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ پس تم میں سے جو واپس جانا چاہے بلا روک ٹوک واپس جا سکتا ہے۔"

المختصر سبطِ رسول ؐ نے واقعات کی رفتار کے پیشِ نظر واپس لوٹنے کا مکمل ارادہ کر لیا اور سمجھ لیا کہ کوفیوں سے وفاداری کی امید رکھنا ریت سے تیل نکالنے کے مترادف ہے۔ مگر حضرت مسلم بن عقیل رضؓ کے بھائیوں اور رشتہ داروں نے کہا کہ ہم اپنے مظلوم بھائی کے ناحق خون کا بدلہ لیں گے۔ اور اپنی رگوں کے خون کا آخری قطرہ بہانے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ امام صاحب یہ سن کر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔

(طبری ص ۲۱۷/۲، ابن خلدون ص ۲۵/۵، جلاء العیون ص ۴۶۳/۲)

ابن سعد اور حضرت حسین رضؓ کی گفتگو:

عبیداللہ بن زیاد نے قتلِ مسلم رضؓ اور بغاوتِ اہلِ کوفہ سے فارغ ہو کر حضرت حسین رضؓ سے مبارزت کے لیے اسّی ہزار کا لشکر عمرو بن سعد بن ابی وقاص رضؓ کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ ادھر حضرت حسین رضؓ بھی بڑھتے بڑھتے سرزمینِ کربلا میں خیمہ زن ہوئے۔ اس وقت آپ رضؓ کے ساتھ پینتالیس ۴۵ سوار اور ایک سو ۱۰۰ پیادے تھے، بعضوں نے ایک ہزار ۱۰۰۰ سوار لکھا ہے۔

(تصویرِ کربلا)

آپ رضؓ نے عمرو بن سعد سے ملاقات کی اور فرمایا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں میں واپس چلا جاؤں، یا کسی سرحد پر چلا جاؤں، یا مجھے براہِ راست یزید کے پاس جانے دو۔ (طبری)

تاریخ التواریخ ص۱۷۵)

ابن سعد نے اس آخری شرط کو قبول کیا۔ شیعہ کتب میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں۔ چنانچہ شریف المرتضیٰ المتوفی ۴۳۶ھ کتاب الشافی میں رقمطراز ہیں کہ :

"رُوِیَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اخْتَارُوْا مِنِّیْ اِمَّا الرُّجُوْعَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ اَقْبَلْتُ مِنْهُ اَوْ اَنْ اَضَعَ یَدِیْ فِیْ یَدِ یَزِیْدَ فَهُوَ ابْنُ عَمِّیْ لِیَرٰی فِیْ رَاْیِهٖ وَاِمَّا اَسِیْرَ اِلٰی ثَغْرٍ مِّنْ ثُغُوْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاَکُوْنَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِهٖ ۔"

(کتاب الشافی ص۴۷۱)

"حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد کے سامنے تین تجویزیں پیش کیں۔

(۱) میں جہاں سے آیا ہوں واپس لوٹ جاؤں۔

(۲) یا براہِ راست یزید کے پاس چلا جاؤں، وہ میرا چچا زاد بھائی ہے، وہ میرے متعلق اپنی رائے خود قائم کرے گا۔

(۳) یا مسلمانوں کی کسی سرحد پر چلا جاؤں اور وہیں کا باشندہ بن جاؤں"

صاحب الامامۃ والسیاسۃ نے بھی " اَنْ اَضَعَ یَدِیْ فِیْ یَدِ یَزِیْدَ " کا اضافہ کیا ہے (ابن اثیر ص۲۸۳/۳ طبع بیروت، ابن کثیر ص۱۷۰/۸، سیوطی ص۱۴۰)

نیز طبری میں یہ الفاظ ہیں :

"اَنْ اَضَعَ یَدِیْ فِیْ یَدِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ فَیَرٰی فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ رَأْیَهٗ "

یعنی "میں براہِ راست یزید بن معاویہ رض کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوں، وہ جو مناسب سمجھے گا میرے ساتھ کرے گا!" (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے طبری طبع بیروت جلد سوم ص۲۳۵، البدایہ والنہایہ لابن کثیر ص۱۷۰/۸، اصابہ طبع مصر ص۳۳۴/۱، مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر ص۳۲۵/۴ و ص۳۳۷/۴)

جب ابن زیاد کے سامنے یہ تجویز ابن سعد نے پیش کی تو اس نے کہا کہ "جب تک حسین رض اپنے آپ کو میرے حوالے نہیں کرتے اس وقت تک کوئی بات قابلِ تسلیم نہیں"

اس پر آپؓ نے فرمایا، "وَاللّٰہِ الْعَظِیْمِ! یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے آپ کو ابنِ زیاد کے حوالے کر دوں۔" اس پر جنگ شروع ہو گئی۔

حادثۂ کربلا:

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے —— یہ مٹھی بھر پاک باز جماعت ان ظالموں کی کثرت کا مقابلہ نہ کر سکی۔ آپؓ کے خاندان کے سترہ نوجوانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ پھر خود بھی جگر گوشۂ بتولؓ بنتِ رسولؐ تلوار لے کر میدانِ جنگ میں تا دمِ آخر مبارزت کرتے رہے۔ بالآخر جامِ شہادت نوش فرما کر مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ! سر مبارک ابنِ زیاد کے پاس لایا گیا تو ابنِ زیاد نے آپؓ کے حُسن کی مذمت کرتے ہوئے دانتوں پر چھڑی ماری۔ حضرت انسؓ اور حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے فرمایا، "چھڑی دہن مبارک سے ہٹاؤ، خدا کی قسم ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی دہن مبارک متعدد بار چومتے دیکھا ہے۔" (تاریخ طبری جلد سوم جزء ۶ صفحہ ۲۲۰)

قاتل کے اشعار:

قاتل جب سر مبارک کو دربارِ یزید میں لے کر گیا تو اس نے فخریہ یہ اشعار پڑھے ؎

اِمْلَاءْ رِکَابِیْ فِضَّۃً وَّ ذَھَبًا   اِنِّیْ قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْعَجَبَا

قَتَلْتُ خَیْرَ النَّاسِ اُمًّا وَّ اَبًا   وَخَیْرَھُمْ اِذْ یُنْسَبُوْنَ نَسَبًا

یعنی میں نے تمام مخلوق میں سے، ماں باپ اور حسب و نسب کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ و افضل شخص کو قتل کیا ہے، لہٰذا میرے اونٹ پر سونا چاندی لاد دو!

تو یزید نے کہا "خدا تیرے رکاب کو آگ سے بھرے اور خدا تجھے غارت کرے، باوجود اس شخص کا اعلیٰ مقام ہونے کے تُو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ میرے دربار سے نکل جا، تجھے کوئی انعام نہیں ملے گا!" (ناسخ التواریخ ص ۳۶۹)

بعض روایات میں ہے کہ یزید نے کہا:

"لَعَنَ اللّٰہُ ابْنَ مَرْجَانَۃَ۔ اَمَا وَاللّٰہِ لَوْ کَانَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ الْحُسَیْنِ رَحِمٌ لَمَا قَتَلَہٗ۔" (منہاج السنۃ)

"ابنِ زیاد پر خدا کی پھٹکار ہو، خدا کی قسم اگر وہ خود حسینؓ کا رشتہ دار ہوتا تو انہیں ہرگز قتل نہ کرتا۔"

ناسخ التواریخ میں ہے کہ شہادتِ حسینؓ کی اطلاع جب زحر بن قیس نے امیر یزید کو دی تو یزید نے کہا:

"قَدْ اَرْضٰی عَنْ طَاعَتِکُمْ بِدُوْنِ قَتْلِ الْحُسَیْنِ اَمَا لَوْ کُنْتُ صَاحِبَهٗ لَعَفَوْتُ عَنْهُ۔"

(ناسخ التواریخ صفحہ ۲۶۹، البدایہ والنہایہ صفحہ ۸)

کہ "میں قتلِ حسینؓ کے بغیر اہلِ عراق کی اطاعت سے خوش تھا۔ اگر میں خود میدانِ کربلا میں ہوتا تو حسینؓ کو ضرور معاف کر دیتا۔"

(مزید معلومات کے لیے دیکھئے، خلاصۃ المصائب، احتجاج طبرسی، جلاء العیون اور ناسخ التواریخ)

اہلِ بیت کا قافلہ بحالتِ خستہ جب دربارِ یزید میں پہنچا تو یزید رو پڑا.....

"وَکَانَ فِیْ یَدِهٖ مِنْدِیْلٌ فَجَعَلَ یَمْسَحُ دُمُوْعَهٗ فَاَمَرَهُمْ اَنْ یُّحَوَّلُوْنَ اِلٰی هِنْدٍ بِنْتِ عَامِرٍ فَاُدْخِلْنَ عِنْدَهَا فَسَمِعَ مِنْ دَاخِلِ الْقَصْرِ بُکَاءً وَّ نِدَاءً۔"

(خلاصۃ المصائب نولکشور مطبوعہ صفحہ ۳۰۲)

"..... اور اس کے ہاتھ میں رومال تھا جس سے اپنے آنسو صاف کرتا تھا۔ پھر اس قافلہ کو ہند بنت عامر کے پاس بھیج دیا۔ جب اہلِ بیت محل میں پہنچے تو گریہ زاری اور آہ و بکا کی آواز سنائی دی۔"

نیز جلاء العیون میں ہے کہ یزید نے اہلِ بیت اور زین العابدینؒ کو بعزت و احترام اپنے گھر میں جگہ دی اور صبح و شام امام زین العابدینؒ کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔

قاتلینِ حسین کون لوگ تھے؟

رہا یہ سوال کہ قاتلینِ حسین کون لوگ تھے؟ تو گذشتہ صفحات میں عرض کیا جا چکا ہے کہ بلانے والے ہی حضرت حسینؓ کے قاتل تھے۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی جلاء العیون میں رقمطراز ہیں کہ جب شیعانِ کوفہ سلیمان بن صرد الخزاعی کے پاس مشورہ کے لیے آئے

تو سلیمان نے ان سے کہا کہ تم ان کے اور ان کے باپ کے شیعہ ہو، ان کو خط لکھ کر بلا لو۔ اس پر شیعوں نے کہا کہ جب وہ اس شہر کو اپنے نورِ قدم سے منور فرمائیں گے تو ہم سب بقدمِ اخلاص ان کی بیعت کریں گے۔ (جلاء العیون ص ۴۲۰)

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ کوفیوں کے بارہ ہزار خطوط حضرت حسین رضؓ کی خدمت میں جمع ہو چکے تھے۔ علامہ مجلسی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

"اور جب مبالغہ و اصرار ان کا از حد ہوا اور متعدد قاصد حضرت کے پاس پہنچ گئے، حضرت نے ان کے آخری خط کا جواب لکھا کہ "یہ خط حسین بن علی کا مومنوں مسلمانوں شیعوں کی طرف ہے۔" (جلاء العیون ص ۴۳۱)

اور کوفیوں کے آخری خط کا متن یہ ہے کہ:

"جمیع شیعان مؤمنین و مسلمین اہلِ کوفہ کی طرف سے بخدمت امام حسین بن علی بن ابی طالب واضح ہو کہ اس وقت ہمارا کوئی امام اور پیشوا نہیں، آپ ہماری طرف توجہ فرمایئے۔ ہم سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور نعمان بن بشیر حاکمِ کوفہ نہایت ذلیل و خوار دارالامارت میں بیٹھا ہے۔ ہم جمعہ و عیدین وہاں پڑھنے نہیں جاتے۔" (ایضاً ص ۴۳۰)

چنانچہ امام حسین رضؓ جب کوفہ پہنچے تو شیعانِ کوفہ نے اپنی غداری و مکاری کو ظاہر کیا۔ حضرت امام حسین رضؓ نے مرسلہ خطوط ان کو دکھائے۔ مگر وہ جفا کار اپنی بے شرمی سے باز نہ آئے۔ تو امام حسین رضؓ کو مجبوراً کہنا پڑا کہ "ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا رکھا ہے۔" (جلاء العیون ص ۴۵۲، ص ۴۵۳)

نیز امام صاحب نے فرمایا "تمہارے ارادوں پر لعنت ہو۔"

"اے بے وفایانِ جفا کار تم نے شمشیر مجھ پر کھینچی۔"

آخر کار انہی شریر النفس لوگوں کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ـــــــــ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ!

(خلاصہ از جلاء العیون ص ۴۶۸، ص ۴۶۹)

هٰذا ما عندی واللّٰه اعلم بالصواب!